

روزہ ایسی عبادت ہے جس میں انسان بہت سی جائز باتوں کو وقتی طور پر خدا کی خاطر ترک کرتا ہے۔ رمضان کے روزے رکھوتا کہ اپنے روحانی معیار کو بڑھا سکو۔

اس مہینہ میں ایسی نمازیں ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جس سے حقیقت میں تزکیہ نفس ہو۔

جہاں ہم رمضان کے روزے رکھ رہے ہوں، جہاں ہم عبادتوں کو، فرض نمازوں اور نوافل کو پہلے سے بڑھ کر توجہ اور خوبصورت انداز سے ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہوں وہاں قرآن کریم کی تلاوت، ترجمہ اور اس کے مطالب پر غور کرنے کی بھی کوشش کرنی چاہئے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز  
فرمودہ مورخہ 21 ستمبر 2007ء بمطابق 21 ربیع الثانی 1386 ہجری شمسی  
بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ  
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ -  
إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ - صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ -

أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ - فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ - وَعَلَى الَّذِينَ  
يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ - فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ - وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ  
تَعْلَمُونَ - شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ - فَمَنْ شَهِدَ  
مِنْكُمْ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ - وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ - يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ

وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ - وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ -

(سورة البقره آیات 185-186)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ گنتی کے چند ہیں پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تم علم رکھتے ہو۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا، اور چاہتا ہے کہ تم سہولت سے گنتی کو پورا کرو اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تاکہ تم شکر کرو۔

گزشتہ خطبہ میں رمضان میں روزوں کی فرضیت کا ذکر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے روزے فرض فرمادیئے ہیں جو ایک مجاہدہ ہے اور مجاہدہ ہی ہے جس سے تقویٰ میں ترقی ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اگلی آیات میں جو میں نے تلاوت کی ہیں اس کی تفصیلات بھی بیان کی ہیں۔ یہ گنتی کے چند دن جو تمہاری تربیت کے لئے، تمہیں مجاہد بنانے کے لئے رکھے گئے ہیں تمہارے لئے اس لئے فرض کئے گئے ہیں کہ انسان کی زندگی کا جو مقصد ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا عابد بننا، اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر ظلم نہیں کرتا گو کہ روزہ ہر مسلمان پر فرض ہے اور یہ ایک مجاہدہ بھی ہے بعض دفعہ تکلیف بھی اٹھانی پڑتی ہے لیکن ظلم نہیں ہے کہ روزہ تقویٰ کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ لیکن جو طاقت رکھتے ہیں ان کے لئے اور اگر عارضی طور پر بعض مجبور یوں کی وجہ سے تم روزہ نہیں رکھ سکتے مثلاً کوئی ہنگامی سفر آ گیا ہے، کوئی ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے روزے رکھنا مشکل ہے تو فرمایا فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ۔ پھر دوسرے دنوں میں یہ تعداد پوری کرو۔ پس کسی کو یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ میں بیمار ہو گیا ہوں یا سفر آ گیا ہے تو اس رعایت کی وجہ سے کہ ان دنوں میں روزے نہ رکھو ایسی حالت میں روزے معاف ہو گئے ہیں۔ نہیں، اگر ایمان میں ترقی چاہتے ہو، اگر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ دل میں ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہو تو جب صحت ہو جائے یا جو روزے ہنگامی سفر کی وجہ سے ضائع ہوئے ہیں، چھوڑے گئے ہیں، انہیں رمضان کے بعد پورا کرنا ضروری ہے اور یہی ایک متقی کی نشانی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے

جو سہولت دی ہے اس سہولت سے فائدہ کا جواز اس وقت تک ہے جب تک وہ حالت قائم ہے جس کی وجہ سے سہولت ملی ہے۔ لیکن یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ بیماری بھی ایسی ہو، حقیقی تکلیف دہ بیماری ہو جس کی وجہ سے روزہ رکھنا مشکل ہو، بہانے نہ ہوں۔ جس طرح جن لوگوں کا کام ہی سفر ہے مثلاً ڈرائیور ہے یا کاروبار کے لئے یا ملازمت کی وجہ سے دوسری جگہ جانا پڑتا ہے لمبا سفر کرنا پڑتا ہے، تو ان کے لئے سفر نہیں ہے۔ یہ میں اس لئے کھول کر بتا رہا ہوں کہ ایک طبقے میں خاص طور پر جن ملکوں میں موسم کی شدت ہوتی ہے بلا وجہ روزے نہ رکھنے کا جواز تلاش کیا جاتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچانے کا ان دنوں میں ہمیں موقع عطا فرمایا ہے اس لئے اس سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے حقیقی بندوں کا، اُن بندوں کا جو اس کی رضا کے راستے تلاش کرتے ہیں، خود ہی خیال رہتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی مریض اور مسافر کو سہولت دے دی ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ جو روزے کی طاقت نہ رکھتے ہوں ان کے لئے فدیہ ہے، پھر وہ ایک مسکین کو روزہ رکھوائے۔ لیکن جو بعد میں روزے پورے کر سکتے ہیں وہ بھی اگر فدیہ دیں تو ٹھیک ہے، ایک نفل ہے، تمہارے لئے بہتر ہے۔ لیکن جب وہ حالت دوبارہ قائم ہو جائے، صحت بحال ہو جائے یا جو وجہ تھی وہ دور ہو جائے تو پھر رمضان کے بعد روزے رکھنا ضروری ہے باوجود اس کے کہ تم نے فدیہ دیا ہے، یہی چیز ثواب کا باعث بنے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو کبھی امید نہیں کہ پھر روزہ رکھنے کا موقع مل سکے۔ دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں، ایک وہ بیمار جن کی عارضی بیماری ہے دور ہو گئی۔ ایک وہ بیمار جن کی بیماری مستقل ہے اور بعد میں ان کو روزہ رکھنے کا موقع نہیں مل سکتا۔ تو فرمایا کہ ”جن کو کبھی امید نہیں کہ روزہ رکھنے کا موقع مل سکے، مثلاً ایک نہایت بوڑھا، ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے کہ بعد وضع حمل بسبب بچے کو دودھ پلانے کے وہ پھر معذور ہو جائے گی اور سال بھر اسی طرح گزر جائے گا ایسے اشخاص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے اور فدیہ دیں باقی اور کسی کے واسطے جائز نہیں کہ صرف فدیہ دے کر روزہ کے رکھنے سے معذور سمجھا جاسکے۔“

(بدر جلد 6 نمبر 43 مورخہ 24 اکتوبر 1907ء، صفحہ 3)

پس یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ”صرف فدیہ دے کر، اس کا مطلب یہ ہے کہ عام حالات میں، چھوٹی یا عارضی بیماری میں بھی فدیہ دیا جاسکتا ہے اور یہ ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نفل کے طور پر

تمہارے لئے بہتر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے روزہ فرض کیا ہے لیکن اسلام کیونکہ دین فطرت ہے اس لئے یہ سختی نہیں کہ کیونکہ تم نے روزہ نہیں رکھا اس لئے تمہارے اندر تقویٰ پیدا نہیں ہو سکتا، تم اللہ تعالیٰ کی رضا کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔ فطری مجبوریوں سے فائدہ تو اٹھاؤ لیکن تقویٰ بھی مد نظر ہو کہ ایسی حالت ہے جس میں روزہ ایک مشکل امر ہے تو اس لئے روزہ چھوڑا جا رہا ہے، نہ کہ بہانے بنا کر۔ پھر اس کا مداوا اس طرح کرو کہ ایک مسکین کو روزہ رکھو اور یہ نہیں کہ بہانے بناتے ہوئے کہہ دو کہ میں روزہ رکھنے کی ہمت نہیں رکھتا، پیسے میرے پاس کافی موجود ہیں، کشائش ہے، غریب کو روزہ رکھو دیتا ہوں۔ ثواب بھی مل گیا اور روزے سے جان بھی چھوٹ گئی۔ نہ یہ تقویٰ ہے اور نہ اس سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر نیک نیتی سے ادا نہ کی گئی نمازوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نمازیوں کے منہ پر ماری جاتی ہیں تو جو فدیہ نیک نیتی سے نہ دیا گیا یا بد نیتی سے دیا گیا ہوگا، یہ بھی منہ پر مارا جانے والا ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”فدیہ تو..... اس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے۔ ورنہ عوام کے واسطے جو صحت پا کر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیہ کا خیال کرنا بااحت کا دروازہ کھول دینا ہے“ یعنی ایسے خود ہی ایسے راستے کھول دیں گے جہاں جائز ناجائز کی وضاحتیں شروع ہو جائیں گی، تشریحیں شروع ہو جائیں گی، فرمایا کہ ”جس دین میں مجاہدات نہ ہوں وہ دین ہمارے نزدیک کچھ نہیں۔ اس طرح سے خدا تعالیٰ کے بوجھوں کو سر پر سے ٹالنا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ان کو ہی ہدایت دی جاوے گی۔“

(بدر جلد 6 نمبر 43 مورخہ 24/ اکتوبر 1907ء صفحہ 3)

پس جب انسان بہانوں سے نرمی اور سہولت کے راستے تلاش کرتا ہے تو دین سے ہٹا چلا جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ۔ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ پس جو شخص دلی خوشی سے اور فرمانبرداری کرتے ہوئے کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم رکھتے ہو تو تم سمجھ سکتے ہو کہ تمہارا روزے رکھنا، تمہارے لئے بہتر ہے۔

ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ علاوہ روحانی ترقی کے روزہ تمہاری جسمانی صحت کے لئے بھی ضروری ہے اور آجکل کی سائنس اور ڈاکٹرز بھی یہی کہتے ہیں۔

پس ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ہمیشہ پہلے اس حکم کو ذہن میں رکھے کہ تقویٰ کے لئے روزہ کی فرضیت کی گئی

ہے اور تقویٰ کے لئے مجاہدہ ضروری ہے۔ خدا کی رضا کے حصول کے لئے اس کی راہ میں قربانی ضروری ہے۔ ہاں یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہماری حالتوں اور ہماری مجبوریوں کو دیکھتے ہوئے جو سہولتیں ہمیں مہیا فرمائی ہیں ان سے اس حد تک فائدہ اٹھائیں جو جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑنے والے نہ بنیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہل دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ صحیح نہیں۔ تکلفات کا باب بہت وسیع ہے۔ اگر انسان چاہے تو اس (تکلف) کی رو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے۔ مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا تعالیٰ اسے ثواب سے زیادہ بھی دیتا ہے کیونکہ درد دل ایک قابل قدر شے ہے۔ حیلہ جو انسان تاویلیوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شے نہیں“۔ فرمایا کہ ”جب میں نے چھ ماہ روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے (کشف میں) ملا اور انہوں نے کہا کہ تُو نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں ڈالا ہوا ہے، اس سے باہر نکل“۔ فرماتے ہیں کہ ”اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اسے کہتا ہے کہ تُو کیوں مشقت میں پڑا ہوا ہے“۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 564 جدید ایڈیشن)

تو یہ ہے اصل روح جس کے تحت روزہ رکھنا چاہئے۔ اور ہر مومن کو، ہر احمدی کو یہ روح اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ جذبہ اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بہانہ جو بیوں سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ اللہ کرے کہ ہم سب اس تعلیم اور اس روح کو سمجھنے والے ہوں۔ اس عظیم ہدایت سے فیض پانے والے ہوں جو قرآن کریم کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اتاری ہے، جس میں ایسی باتیں ہیں جو بغیر کسی مقصد کے بیان نہیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم بڑا با مقصد ہے، ہمارے فائدہ کے لئے ہے بلکہ اس نے ان تمام باتوں کا احاطہ کیا ہوا ہے جو روحانی اور اخلاقی قدریں بڑھانے والی ہیں۔ قرآن کریم میں ایسی باتیں بھی بیان

ہوئی ہیں جن کا دنیاوی علوم سے بھی واسطہ ہے۔ ان کے لئے بھی یہ تعلیم ہر قسم کے دلائل اور براہین اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

قرآن کریم جہاں سابقہ دینوں پر اپنی برتری ثابت کرتا ہے وہاں اس کے علوم و معرفت کے خزانے موجودہ اور آئندہ علوم کا بھی احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ کونسا علم ایسا ہے جو اس میں بیان نہ ہوا ہو۔ وہ علوم جن کے متعلق چودہ سو سال پہلے ایک عام مسلمان کو، قرآن کریم پڑھنے والے کو کوئی فہم و ادراک نہیں تھا، وہ اس میں بیان ہوئے ہیں جو آج سچ ثابت ہو رہے ہیں۔ تو یہ مختلف خزانے جو قرآن کریم میں بھرے ہوئے ہیں، یہ احکامات جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیئے ہوئے ہیں، یہ ایک علیحدہ مضمون ہے اس وقت یہاں ان کا ذکر نہیں ہوگا۔ اس وقت رمضان کے حوالے سے میں بات کر رہا ہوں۔

جس آیت کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے اس سے اگلی آیت بھی جو میں نے تلاوت کی ہے، اس میں بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ یعنی رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں اور جس کے بارے میں قرآن اتارا گیا ہے۔ پس یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کے نزول کا آغاز ہوا۔ محدثین تاریخوں کے اختلاف کے ساتھ عموماً قرآن کریم کے نزول کو رمضان کے مہینے میں بتاتے ہیں کہ اس کا آغاز رمضان میں ہوا جس میں آنحضرت ﷺ پر پہلی وحی اتری اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (سورۃ العلق: 2) یعنی اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے پیدا کیا ہے۔ پس اس پہلی وحی سے جو اتری اس سے اس طرف توجہ دلا دی کہ تمام کائنات اور ہر چیز کو پیدا کرنے والا خدا تعالیٰ ہے۔ اس لئے وہی حقدار ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ اس سورۃ کو یعنی سورۃ علق کو اس بات پر ختم کیا گیا ہے کہ اللہ کا قرب پانے کے لئے اس کے حضور سجدہ اور عبادت ہی ایک ذریعہ ہے۔

پس قرآن کریم کا اس مہینے میں نزول سب سے پہلی توجہ اس طرف دلاتا ہے کہ اس شکرانے کے طور پر کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرمایا جس کی تعلیم پر عمل کر کے ایک مومن اس کا قرب پانے والا بن سکتا ہے، ہمیں حکم دیا کہ تم عبادتوں کی طرف توجہ دو اور عبادت میں نکھار پیدا کرنے کے لئے، تزکیہ نفس کے لئے، ایک عبادت جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائی وہ رمضان کے روزے ہیں۔ یہ ایک ایسا مجاہدہ ہے، یہ ایک ایسی عبادت ہے جس کی جزا بھی خدا تعالیٰ نے خود اپنے آپ کو بتایا ہے۔ پس تبھی بار بار ان چند آیات میں روزوں کی تفصیلات اور احکامات دیئے ہیں کہ ایک مومن ان کی اہمیت کو سمجھنے میں کوتاہی نہ کرے۔ پہلی آیت میں بھی فرمایا کہ روزوں کی

طاقت اگر کسی وجہ سے نہ ہو تو دوسرے دنوں میں پورے کر لو، لیکن روزے فرض ہیں۔ اس سے پہلے فرمایا تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں اس میں پھر قرآن کے نزول کا ذکر کر کے فرمایا اور یہ کہ قرآن تمہارے لئے ہدایت کا باعث ہے۔ اس کا ذکر کر کے پھر اس طرف توجہ دلائی کہ روزے فرض ہیں۔ کسی وجہ سے نہ رکھ سکو تو بعد میں پورے کر لو۔ پس روزوں کی اتنی اہمیت ہے کہ اس کا بار بار ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ یہ عبادت ایسی ہے جو اصلاح عمل کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ اس سے اعمال کی اصلاح بھی ہوتی ہے، بہت سی برائیوں سے انسان خدا کی خاطر بچتا ہے، بہت سی جائز باتوں کو وقتی طور پر خدا کی خاطر ترک کرتا ہے۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ نے خود اس کی جزا اپنے آپ کو قرار دیا ہے اور یہ سب باتیں یعنی عبادت کی تفصیلات بھی اور نیک اعمال کی تفصیلات بھی اور برے اعمال کی تفصیل بھی، یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمادی ہیں اور یہ فرما کر کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ فرمایا کہ یہ قرآن جو ہم نے رمضان میں اتارا ہے یا رمضان کی بابت اتارا ہے یہ ایک عظیم کتاب ہے، هُدًى لِّلنَّاسِ ہے، تمام انسانوں کے لئے ہدایت اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ ہر زمانے کے انسان کے لئے ہدایت ہے۔ اب کسی نئی شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں شریعت مکمل ہو گئی بشرطیکہ کوئی اس ہدایت کو لینے والا بنے، اس سے فائدہ اٹھانے والا بنے۔ ورنہ جو ظلم پر تلے ہوئے ہیں، جو اپنی جان پر ظلم کرنا چاہتے ہیں، دین کو تو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے، اپنی جان پر ہی ظلم کر رہے ہیں۔ وہ قرآن کو سن کر بھی خسارے میں رہتے ہیں۔ لیکن جو بھی نیک نیتی سے یہ ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت بھی ایسی کہ فرمایا وَيَسِّرْ لِّمَنِ الْهُدَىٰ وَالْقُرْآنَ یعنی یہ ایسی ہدایت ہے کہ جس میں حق و باطل میں فرق کرنے کے لئے دلائل بھی ہیں اور کھلے نشانات بھی ہیں۔ پس بد قسمت ہے وہ جو دلائل اور نشانات کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے لیکن خوش قسمت ہیں ہم جو اس کتاب کو ماننے والے ہیں جو تمام دنیا کے انسانوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت کا صرف دعویٰ نہیں بلکہ قرآن کریم نے ہمیں ہر ہدایت پر عمل کرنے کی جو نصیحت کی ہے، جب حکم دیا ہے تو اس کی دلیل بھی دی ہے کہ جب عمل کرو گے تو اس کے فوائد کیا ہوں گے۔ اگر عمل نہیں کرتے تو اس کے نقصانات کیا ہیں۔ اگر تم برائیاں کر رہے ہو تو ان کے کیا نقصانات ہیں۔ پھر یہ بھی ہماری خوش قسمتی ہے جو ہم اس قرآن کو مانتے ہیں کہ قرآن اپنے حق پر ہونے کی دلیل بھی پیش کرتا ہے۔ اپنے آخری اور کامل دین ہونے کی دلیل بھی پیش کرتا ہے۔ شرعی کتاب ہونے کی دلیل بھی پیش کرتا ہے اور باطل کو صرف باطل کہہ کر رد نہیں کرتا بلکہ تمام ادیان باطلہ کے باطل ہونے کے دلائل بھی دیتا ہے۔ پس فرمایا کہ جب ایسی کتاب تمہیں مل جائے تو اللہ تعالیٰ کا عبد بننے کے لئے تمہیں اپنی





ہو۔ ہر نماز کے ساتھ اگر نفس کا محاسبہ ہو تو پھر ہی تزکیہ نفس کی طرف قدم بڑھیں گے۔ ہر نماز خالصتہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع ہو کر غیر اللہ سے آزاد ہو کر ادا کرنے کی کوشش ہوگی تو تبھی تزکیہ نفس میں مدد ہوگی، ہر نماز اس سوچ سے ادا ہو رہی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے تو تزکیہ نفس میں قدم تیزی سے آگے بڑھیں گے۔ تزکیہ نفس یہ انہی لوگوں کا کرے گا جو غیب میں بھی اپنے خدا سے ڈرتے ہوں اور اس سوچ اور دعا کے ساتھ اس کے حضور حاضر ہوں کہ اے اللہ! اس رمضان میں جو تو نے مجھے داخل ہونے کا موقع دیا ہے تو تو اس کی برکات سے مستفید فرما اور مجھے میری نمازیں اپنی رضا حاصل کرنے کے لئے اور میرے نفس کی غلاظتوں کو مجھ سے دور کرنے والی بنا کر ادا کرنے کی توفیق دے۔

رمضان کا جو ماحول ہے اور اس میں جو نمازوں کی خوبصورت ادائیگی ہوگی یہی ہے جو تزکیہ نفس کرنے والی ہوگی۔ یہ نفس امارہ جو شیطان کے قبضہ میں ہے ہر انسان کو برائیوں کی ترغیب دیتا ہے، اس سے انسان روزوں میں زیادہ سے زیادہ اور جلد سے جلد دور ہو سکتا ہے کیونکہ شیطان ان دنوں میں جکڑا جاتا ہے۔ پس نمازیں جو خالصتہ شیطان سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ادا کی جاتی ہیں، یہ جلد انسان کو نفس لوامہ کی منزلوں سے گزارتی ہوئی نفس مطمئنہ کی منزلوں تک پہنچانے کا ذریعہ بنتی چلی جائیں گی۔ اگر ہم اس سوچ سے نمازیں ادا کر رہے ہوں گے اور جب روزوں کا مجاہدہ اس کے ساتھ شامل ہوگا جب نوافل اس میں مضبوطی پیدا کر رہے ہوں گے تو پھر ہر ایک پر اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو اس کی استعدادوں کے مطابق ظاہر کرتا ہے۔

أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ فِي بَيْتِ الْمَكَّةِ فِي الْحَمَامِ (ہے) اس میں ہوئی اور اس کے بعد سال کے دوسرے مہینوں میں بھی قرآن کریم کا نزول ہوتا رہا لیکن ہر سال رمضان میں جتنا بھی نازل شدہ قرآن تھا اس کا دور جبریل آ نحضرت ﷺ کے ساتھ آ کر کرتے تھے۔ قرآن کریم کے نازل ہونے کی رمضان کے مہینے میں یہ خاص برکت ہے یا رمضان کے مہینے کو یہ ایک خاص برکت ہے کہ سال کے دوران یا اس عرصہ میں جتنا بھی قرآن کریم نازل ہوتا تھا، اس کا دور مکمل کیا جاتا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ آپ کی زندگی کا جو آخری رمضان تھا اس میں جبریل نے یہ دور آپ کے ساتھ دو دفعہ کیا۔ پس اس لحاظ سے بھی ہمیں توجہ کرنی چاہئے کہ اس مہینے میں جہاں ہم رمضان کے روزے رکھ رہے ہوں، جہاں ہم اپنی عبادتوں کو فرض نمازوں اور نوافل کو پہلے سے بڑھ کر توجہ اور خوبصورت انداز سے ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہوں وہاں قرآن

کریم کی تلاوت، ترجمہ اور اس کے مطالب پر غور کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔ یہاں بھی اور دوسری جگہوں پر بھی جماعتی نظام کے تحت درس کا انتظام بھی ہے، درس سننے کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے پھر جیسا کہ پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں، قرآن کریم کے احکام کو پڑھ کر اپنے اوپر لاگو کرنے کی بھی ہمیں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔ تبھی ہم حقیقت میں رمضان سے فیض پانے والے ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہوئے اس کے شکر گزار بندے کہلانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی تمام برکات سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔